قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲۰ - جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۱۰ - شوال سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۶

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود میں خدا کے فضل و کرم سے خیر و عافیت ہے۔

آجکل یہاں ایک آریہ لیکچرار پنڈت چانن رام صاحب چند دن سے . . . . . ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے متعلق لیکچر دینے کیلئے آئے ہوئے ہیں اور کئی لیکچر دے چکے ہیں مگر تاحال انہوں نے "ستیارتھ پرکاش" کی اس دل آزار اور غیر وفادارانہ تعلیم کے متعلق کچھ بیان نہیں کیا جسے ہم پیش کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے اسپر روشنی ڈالی تو آئندہ پرچہ میں اطلاع دیجائیگی۔

انہیں لیکچرار صاحب نے ایک پرائیوٹ گفتگو میں بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ تمام سائنس ویدوں میں موجود ہے اس پر انہیں لکھا گیا کہ اس مسئلہ پر تحریری گفتگو کر لیں۔ اور وہ اپنے دعوے کے اثبات میں پرچہ لکھ کر بھیجدیں جسکو تسلیم کر لیا گیا

اخبار احمدیہ

ماریشس میں احمدیت

جناب سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام مندرجہ ذیل تبلیغی رپورٹ بھیجتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ معہ مولوی عبید اللہ صاحب بخیر و عافیت احمدیت کی اشاعت میں شب روز مصروف ہیں۔ باوجود خطرناک گرانی کے جماعت ماریشس چندوں کی ادائیگی انگریزی اور فرانسیسی زبان میں ٹریکٹس چھاپنے اور بیرونجات میں جلسے قائم کرنے میں بہت مستعد ہے۔ وہاں کی ایک مسجد کے پیش امام سے صوفی صاحب کا مباحثہ ہوا جس سے تمام علاقہ میں شور مچ گیا ہے۔ اور صوفی صاحب کا مباحثہ میں غالب آنا۔ اور پیش امام کا ساکت اور بے دلیل ہونا ہر ایک ذی علم پر روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ فالحمدللہ۔ ایسی متعدد کوششوں میں ناکام ہو کر دشمن چھوٹے ہتھیاروں پر آ گیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف مقامات سے باقاعدہ طور پر گندہ لٹریچر منگوا کر غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاہم سعید روحیں دن بدن خدا کی جماعت میں داخل ہو رہی ہیں۔ اب اس بات کی سرتوڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ اس مسجد کے جہاں مسیح موعود کے غلام تین سال سے نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ صرف غیر احمدیوں کے لئے محدود ہو جانے عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کے لئے بڑی سرگرمی سے چندہ اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ اپنے بھائیوں کی نصرت

کامیابی کے لئے احباب برابر دعائیں کرتے رہیں۔ کہ اللہ دشمن کو ناکامیاب کرے۔ آمین

بنگال میں تبلیغ

ملک بنگال میں آجکل تبلیغ جناب مولوی سید عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ میں اور مولوی مبارک علی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی مولوی ظل الرحمٰن صاحب بوگرہ میں خوب زور سے اشاعت احمدیت کر رہے ہیں۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا حضرت حافظ روشن علی صاحب کے علوم سے فیض یافتہ ہو کر وطن گئے ہیں حضرت مسیح موعود کا نام پہنچانے میں بہت مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔ برہمن بڑیہ سے کسیقدر مسافت پر تاروا نام ایک گاؤں میں چند مخلصین رہتے ہیں۔ جنہیں قرب وجوار میں احمدی نہ ہونے کی وجہ سے مخالفین سخت تنگ کر رہے ہیں۔ احباب ان کے صحیح وسلامت ہونے اور شریروں کے ہاتھوں سے مخلصی کے لئے دعا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق ضروری اطلاع

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ صحت کی بہتری کے لئے ڈلہوزی سے آگے اور پہاڑوں پر جانیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ملاقات کے لئے ڈلہوزی نہ جائیں انشاء اللہ ایک یا ڈیڑھ ماہ تک حضور قادیان ہی تشریف لے آئیں گے۔

ایک قابل ذکر نو احمدی

جن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بمبئی تشریف رکھتے تھے۔ جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی مقتدری جو ایک مذہبی رسالہ "شمس العلوم" بدایوں کے نائب مدیر اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس اور کچھ دنوں تک مدرسہ الٰہیات کانپور میں درس نظامی کے پروفیسر تھے۔ یہاں تحقیق حق کے لئے تشریف لائے اور کچھ دن قیام فرمانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کے لئے بمبئی روانہ ہو گئے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ ان کے بمبئی پہنچنے تک حضرت خلیفۃ المسیح وہاں سے چلے آئے۔ اور پھر ڈلہوزی روانہ ہو گئے۔ اگرچہ جناب مولوی صاحب موصوف کو حضور کی ملاقات کا موقعہ نہ ملا۔ لیکن الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے ان کے اطمینان قلب کے کچھ ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ اب وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور قادیان میں تشریف لے آئے ہیں۔ اپنے احمدی ہونے کے متعلق وہ انشاء اللہ خود مفصل حالات تحریر فرما دیں گے۔ فی الحال ہم جناب مولوی صاحب موصوف کے احمدی ہونے کی خوشخبری پہنچانا چاہتے ہیں۔ احباب دعا فرما دیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں خدمت دین کی توفیق بخشے۔ اور وہ دوسری سعید روحوں کے لئے باعث ہدایت ہوں۔ ذیل میں جناب حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی ایک نظم درج کیجاتی ہے۔ جو انہوں نے مولوی صاحب موصوف کے نام ان ایام میں لکھ کر بھیجی تھی جبکہ وہ پہلی بار قادیان آئے۔

نظم

کیسے کیسے گل کھلاتی ہے بہار قادیان

دیکھ لی اے میرے مولانا بہارِ قادیان — کہیئے تو کیا کہہ رہے ہیں برگ و بارِ قادیان

کیا عیاں ہوتا ہے سیرِ کوچہ و بازار سے — دے رہے ہیں کیا پتہ نقش و نگارِ قادیان

مسجد اقصیٰ۔ مبارک تو سے ظاہر ہے کیا — کر رہا ہے کس طرف ایما منارِ قادیان

کیا اثر کرتا ہے دل پر منظرِ دار العلوم — کہہ رہی ہے کیا فضائے مرغزارِ قادیان

گل جو باغِ قادیاں میں ہیں وہ ہیں کس رنگ کے — کس ہوا میں ہے شمیمِ لالہ زارِ قادیان

کیا نظر آئے وہاں طور و طریقِ ماند و بود — کیا نظر آیا شعارِ اہل کارِ قادیان

گو نہیں ہے قادیاں آج اپنی اصلی شان میں — کیونکہ باہر قادیاں سے ہے نگارِ قادیان

لیکن اسپر بھی جو حالت ہے وہ دیکھی آپ نے — اس لئے سو جان سے میں ہوں نثارِ قادیان

بارک اللہ طاعتِ حق کا ہے چرچا کس قدر — کس قدر پر نور ہیں لیل و نہارِ قادیان

کس قدر ہے پیروئ شرعِ ختم الانبیاء — کیسے رنگ دیں سے ہیں رنگیں دیارِ قادیان

کس قدر ہے خدمتِ اسلام کا جوش و خروش — کیسے مذہب پر فدا ہیں جاں نثارِ قادیان

کس قدر ہے التزام درسِ قرآن و حدیث — کس قدر راحت فزا ہے کاروبارِ قادیان

کیسے کیسے کھل رہے ہیں نکتہائے معرفت — کیسے کیسے گل کھلاتی ہے۔ بہارِ قادیان

آپ نے دیکھا مرے سردار سرور شاہ کو — ایسے ہوتے ہیں لبیب باوقارِ قادیان

سید کابل سے بھی کی ہے ملاقات آپ نے — کون سید؟ غازۂ روئے بہارِ قادیان

کون سید؟ نام نامی جن کا ہے ستار شاہ — ہر سے پاک جو ہیں تصویرِ شعارِ قادیان

آپ نے دیکھا تو ہوگا قاضی القضات کو — ہر ادا سے جن کی ظاہر ہے وقارِ قادیان

جن کے نام پاک کا اک جز ہے میرا ایک جز — جن کو کہنا چاہئے عطرِ بہارِ قادیان

حضرت روشن علی سے بھی ہوئی ہے آگہی — جو ہیں اک مشہور ادیب نامدارِ قادیان

واہ رے میں آ گیا میرے لبوں پر کس کا نام — جان من قربان آں ندرت نگارِ قادیان

جن کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں دمِ جوشِ کلام — جن کے سینہ میں نہاں ہے لالہ زارِ قادیان

آپ نے پائیں سنیں اولادِ احمد جان کی — آپ نے دیکھے یہ دُرِّ شاہوارِ قادیان

شان تقویٰ و توکل جن کے چہروں پر نثار — ایک ہیں منظور اور ایک افتخارِ قادیان

کیا ملے ہیں آپ مولانا عبید اللہ سے — جو ہیں اب خلوت نشیں زیرِ مزارِ قادیان

شاعرِ نازک خیال و خوش مقال و خوشخصال — صاحبِ فضل و کمال و بردبارِ قادیان

کیا سراج الحق سے ملنے کا ہوا ہے اتفاق — جو ہیں دیرینہ فدا و جاں نثارِ قادیان

مظہرِ شانِ جمال و صوفیٔ پاکیزہ حال — طوطیٔ شیریں مقال و خوش نگارِ قادیان

شان دیکھی سید الفاضل میاں اسحٰق کی — جن کے ہاتھوں میں ہے سارا کاروبارِ قادیان

فاضل اسمٰعیل و فضل الدین سے بھی باتیں ہوئیں — جو ہیں مشہور زمانہ خوش نگارِ قادیان

کیا تراب صاف گو سے بھی ہوئی گفت و شنید — جن کی کلکِ دو زباں ہے ذوالفقارِ قادیان

آپ ان سے بھی کبھی ملے ہیں جن کی آن بان — شیر بنتا ہے جو ہوتا ہے شکارِ قادیان

کیا ہوئی ہے حضرت اکمل سے بھی کچھ قیل و قال — کیا سنی ہے نغمہ سنجی ہزارِ قادیان

اس جواں مردِ یگانہ کا بھی نظارہ ہوا — جس نے لنڈن میں کیا ظاہر وقارِ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۰ جولائی ۱۹۱۸ء

بانیٔ آریہ سماج کی غیر وفادارانہ تعلیم میں سے کچھ

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

"ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہئے

(۷)

"ستیارتھ پرکاش" کے اصل الفاظ سے گذشتہ پرچوں میں ہم ثابت کر آئے ہیں۔ کہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کے خلاف سخت خطرناک اور نقصان رساں تعلیم دی گئی ہے۔ کہیں انگریزی حکومت کو آریوں کا دکھ بڑھانے والی۔ کہیں ان میں پھوٹ ڈالنے والی۔ کہیں دروغ گوئی کی عادت پھیلانے والی کہیں ہندوستان کو پامال کرنے والی قرار دیا ہے پھر کہیں آریوں کو انگریزوں کے پاؤں تلے رہنے والے اور کہیں انگریزی جوتے سے بھی کم درجہ رکھنے والے کہکر حکومت کے خلاف جوش دلایا گیا ہے۔ یہی باتیں ایک ایسی گورنمنٹ کی نسبت مشہور کرنا وفاداری اور اطاعت شعاری کے بالکل منافی ہے۔ جو اپنی رعایا کے ساتھ حتی الامکان عدل وانصاف کا سلوک کرتی۔ اس کے آرام وآسائش کا خیال رکھتی۔ اور اس کے لئے ترقی کرنے کے سامان بہم پہنچاتی ہے لیکن جب "ستیارتھ پرکاش" کے چھٹے باب کو دیکھا جاتا ہے۔ جس میں اخلاق سے گری ہوئی تعلیم کے علاوہ یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آریوں کو ان حکمرانوں کے احکام اور قوانین کی ہرگز تعمیل نہ کرنی چاہئے۔ جو ویدوں کی تعلیمات کے واقف نہ ہوں۔ تو ہماری حیرانی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ اور ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ کیوں گورنمنٹ نے تاحال ایسی خطرناک تعلیم کی اشاعت کو روک نہیں رہا۔ ذیل میں صرف ایک حوالہ ہم گورنمنٹ کو توجہ دلانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ امید ہے اس پر اچھی طرح غور کیا جائیگا۔ ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھا ہے:۔

"رگ وید۔ یجروید۔ سام وید کے عالم اگر تین شخص بھی رکن انجمن ہوکر آئین باندھکر تو اس انجمن کی باندھی ہوئی آئین کا عدول بھی کوئی شخص نہ کرے۔ تمام ویدوں کا جاننے والا دوجوں میں افضل سنیاسی بذاتہٖ اکیلا ہی جس امر کی بابت قانون بناوے یا آئین باندھے۔ وہی عمدہ واجب التعمیل ہے۔ بے علم ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں مل کر بھی کوئی آئین باندھیں۔ تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے"

پیشتر اس کے کہ ان الفاظ کے متعلق ہم کچھ لکھیں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ان میں جس انجمن کا ذکر ہے۔ وہ کوئی مذہبی انجمن نہیں ہے۔ بلکہ سیاسی انجمن ہے جس کو آج کل پارلیمنٹ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جس باب کا یہ حوالہ ہے۔ اس کا ہیڈنگ ہی یہ ہے۔ کہ "فرائض سلطنت کا بیان" اور اس میں وہی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک آریوں کی حکمرانی کے ساتھ تعلق اور واسطہ رکھتی ہیں۔

اس بات کے سمجھ لینے کے بعد مذکورہ بالا حوالہ کو دیکھنے سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ اس میں آریوں کو بتایا گیا ہے۔ کہ کن حکمرانوں کے آئین وضوابط کی پابندی ان کے لئے ضروری ہے اور کن کی نہیں۔ چنانچہ لکھا گیا ہے۔ کہ رگ وید یجروید سام وید کے عالم اگر تین شخص بھی مل کر کوئی آئین بنائیں۔ تو کسی کو اس آئین کے خلاف نہیں کرنا چاہئے معلوم ہوتا ہے۔ یہ تین شخص ایسے ہیں۔ جو صرف ایک ایک وید کے ہی عالم ہیں۔ ورنہ اگر سب ویدوں کے جاننے والا ایک ہی شخص ہو تو پھر اس اکیلے کی بات کو ہی پتھر کی لکیر سمجھنا چاہئے۔ اور جو کچھ وہ کہدے اسکو سر آنکھوں پر رکھ لینا چاہئے۔ جیسا کہ اسی حوالہ میں آگے چل کر بتا دیا گیا ہے۔ کہ

"تمام ویدوں کا جاننے والا۔ دوجوں میں افضل سنیاسی بذاتہٖ اکیلا ہی۔ جس امر کی بابت قانون یا آئین باندھے۔ وہ ہی عمدہ واجب التعمیل ہے"۔

ان فقرات سے ظاہر ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے مصنف پنڈت دیانند مہاراج کے نزدیک مذہبی معاملات میں نہیں بلکہ سیاسی معاملات میں انہیں انسانوں یا اسی انسان کے تجویز کردہ آئین وقوانین واجب التعمیل ہیں۔ جو ویدوں کا عالم ہو۔ برخلاف اس کے۔ جو ویدوں کے عالم نہ ہوں۔ وہ اگر کوئی قانون بنائیں تو ہرگز قابل عمل اور لائق تسلیم نہیں ہیں۔ یہ مطلب اگر بلاواسطہ نہیں۔ تو بالواسطہ ضرور مذکورہ بالا حوالہ

سے نکل رہا ہے۔ کیونکہ جب اس میں ایسے ہی لوگوں کے تجویز کردہ قوانین کو واجب العمل قرار دیا گیا ہے۔ جو کسی نہ کسی وید کے عالم ہوں۔ یا اگر ایک ہی شخص سارے ویدوں کا عالم ہو۔ تو اس کے مجوزہ آئین قابل تسلیم ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ویدوں کے عالم نہیں ان کے مجوزہ آئین و قوانین کو نہیں ماننا چاہئے۔

لیکن جناب پنڈت دیانند صاحب جنہوں نے آریوں کو گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف اکسانا اور اس سے نفرت دلانا اپنا خاص فرض قرار دے رکھا تھا اور اس کے لئے انہوں نے جان توڑ سعی اور کوشش کرنیکا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ وہ بھلا کب گوارا کر سکتے تھے۔ کہ مذکورہ بالا حوالے کے پیش کرنے سے ان کی جو منشا اور غرض ہے۔ اس کے سمجھنے میں کوئی خفیف سی روک بھی رہ جاتی۔ اس لئے انہوں نے سیاسی معاملات کے متعلق صرف یہ کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا کہ ایک ایک وید کے عالم تین شخص یا تمام ویدوں کے جاننے والا ایک ہی شخص جو آئین باندھے وہ ہی واجب التعمیل ہے۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ:-

"بے علم ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں مل کر
بھی کوئی آئین باندھیں تو وہ کبھی تسلیم
نہ ہونا چاہئے"

یہاں "بے علم" سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ویدوں کا علم نہیں رکھتے۔ کیونکہ پہلے ویدوں کے جاننے والوں کا ذکر کر کے انہیں کے تجویز کردہ قوانین کو واجب التعمیل قرار دیا گیا ہے۔ اور پھر ان کے مقابلہ میں "بے علم" لوگوں کو پیش کر کے ان کے باندھے ہوئے آئین و قوانین کو نہ ماننے کی تلقین کی گئی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ "بے علم" انہیں لوگوں کو کہا گیا ہے۔ جو ویدوں کا علم نہیں رکھتے۔ اگرچہ یہ بات بالکل صاف ہے۔ اور امید نہیں۔ کہ کسی سمجھدار آریہ کو اس کے تسلیم کرنے سے انکار ہو کہ اس حوالہ میں بے علم سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ویدوں کو نہیں جانتے۔ تاہم ہم اس قدر بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ زیر بحث حوالہ میں پنڈت دیانند صاحب نے پولیٹیکل معاملات کے متعلق آئین و قوانین باندھنے کے قابل انہیں لوگوں کو قرار دیا ہے جو ویدوں کے عالم ہوں۔ اور ویدوں کے عالم ہونے کو آئین باندھنے کے ساتھ ایسا گہرا تعلق جتایا ہے۔ کہ تمام ویدوں کے جاننے والا ایک شخص ہی کافی قرار دیا ہے۔ وہی جو کچھ تجویز کرے اسے ماننا چاہئے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ سیاسی قوانین اور پولیٹیکل آئین تجویز کرنے والوں کی علمیت اور قابلیت کا تمام انحصار ویدوں کے جاننے پر ہی۔ اگر یہ شرط ان میں پائی جاتی ہے۔ تو پھر کسی کو حق نہیں ہے۔ کہ ان کے باندھے ہوئے آئین کے خلاف کرے لیکن اگر یہ شرط نہیں پائی جاتی۔ تو پھر دنیا کے تمام علوم کا ماہر ہونا۔ تمام قابلیتوں کا جامع ہونا تمام خوبیوں کا منبع ہونا اور تمام لیاقتوں کا مرجع ہونا پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک اس قابل نہیں بنا دے سکتا۔ کہ ایسے شخص کا بنایا ہوا کوئی قانون واجب التعمیل ہو۔ اور اس کا باندھا ہوا کوئی آئین۔ قابل تسلیم ہو۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں کے "بے علم" ہونیکا مطلب نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ سکتا ہے جن کے متعلق پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ وہ "گو ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں مل کر بھی کوئی آئین باندھیں۔ تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے" کیونکہ جب ایک طرف انہوں نے ہر قسم کے علوم اور قابلیتوں کو نظرانداز کر کے صرف انہیں لوگوں کے آئین کو واجب التعمیل قرار دیا ہے۔ جو ویدوں کے جاننے والے ہوں اور دوسری طرف جن لوگوں کے آئین کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہئے۔ انہیں "بے علم" قرار دیا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ بے علم سے مراد ویدوں کے نہ جاننے والے ہی ہیں۔

اب جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک ایسے لوگوں کے باندھے ہوئے آئین ہرگز قابل تسلیم نہیں ہیں۔ جو ویدوں کو نہ جانتے ہوں اور ان کا علم نہ رکھتے ہوں۔ تو دیکھنا چاہئے۔ کہ ان الفاظ کا اثر اس گورنمنٹ پر کیا پڑتا ہے جس کے زیر سایہ آریہ صاحبان نہایت آرام اور آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ تو صاف بات ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان میں گورنمنٹ کی طرف سے جو آئین اور قوانین مروج ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کے ہی بنائے ہوئے ہیں جن کا ویدوں کا عالم ہونا۔ تو بڑی بات ہے ویدوں کی شکل و صورت دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا ہوگا۔ ایسی صورت میں کیا یہ نہیں کہا جائیگا کہ پنڈت دیانند صاحب نے اسی گورنمنٹ کے مقننوں کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ خواہ "ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں۔ مل کر بھی کوئی آئین باندھیں۔ تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے" ضرور کہا جائیگا۔ کیونکہ ان میں وہ شرط نہیں پائی جاتی جو پنڈت دیانند صاحب . . . . کے نزدیک آئین باندھنے والوں کے لئے لازمی اور لابدی ہے۔ اور جب وہ شرط نہیں پائی جاتی تو ان کے مجوزہ آئین کو "کبھی تسلیم نہ ہونا چاہئے"

اب ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ لوگ "ستیارتھ پرکاش" کے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ اتفاق رکھتے۔ اور ان کو "واجب التعمیل" سمجھتے ہیں یا نہیں اگر سمجھتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو ان سے پیدا ہونیوالے خطرات اور نقصانات سے آگاہ ہو جانا چاہئے۔ اور خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ کہ گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی کبھی اور کسی صورت میں بھی فائدہ بخش نہیں ہو سکیگی۔ اور اس کے باندھے ہوئے آئین کو تسلیم نہ کرنا کبھی نفع رساں نہ ہو سکیگا۔ بلکہ اپنی ہلاکت کے سامان اپنے ہاتھوں مہیا کرنے ہونگے۔ جیسا کہ کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ کیا لالہ لاجپت رائے نے گورنمنٹ کے خلاف کھڑے ہو کر کچھ فائدہ اٹھایا۔ یا کیا لالہ ہنسراج صاحب کے لڑکے نے آئین سلطنت کی خلاف ورزی کرنے پر کوئی پھل پایا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر اور کس کو ان لوگوں کے مسلک پر چلنے اور پنڈت دیانند صاحب کے مذکورہ بالا الفاظ پر عمل کرنے سے کس طرح کسی اچھے نتیجہ کی امید ہو سکتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ ہم گورنمنٹ عالیہ کو "ستیارتھ پرکاش" کی ایسی خطرناک تعلیم کی طرف توجہ دلائیں۔ آریہ صاحبان کو بھی ہمدردی

کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ آپ لوگ اس تعلیم کو ہرگز قابل قبول اور لائق عمل نہ سمجھیں۔ بلکہ اسے سخت نقصان دہ اور ضرر رساں یقین کریں۔ اور اس کی اشاعت کو پورے زور کے ساتھ روکنے کی کوشش کریں۔ اور اگر خود نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ تو جو کرتے ہیں۔ ان کی اول تو تائید کریں۔ ورنہ تشکر آمیز خاموشی کے ساتھ دیکھیں اس میں آپ لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ پہلے سے بھی زیادہ گورنمنٹ کی عنایات کے مستحق ٹھہروگے۔ اور ہر طرح سے امن و امان میں رہوگے۔ ہماری اس گذارش پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کیجئے۔ اور ہر قسم کی مخالفت اور عداوت کو بھول جائیے ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

یہ التماس تو ہم نے ان لوگوں کی خدمت میں پیش کی ہے۔ جو پنڈت دیانند صاحب کے مذکورہ بالا الفاظ کو قابل قبول اور لائق تسلیم سمجھتے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا اپنے لئے مفید اور فائدہ بخش جانتے ہیں۔ لیکن جو ایسا نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کرنے کو وفاداری اور عقیدت شعاری کے خلاف سمجھتے ہیں جو انہیں گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ ان سے بھی ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جہاں ان کے اپنے خیالات گورنمنٹ کے متعلق ایسے ہوں جیسے ہونے چاہئیں۔ وہاں انہیں یہ بھی چاہیئے۔ کہ دوسروں کو بھی اپنا ہم خیال بنانے اور نقصان رساں تعلیم سے بچانے کی کوشش کرتے رہیں۔ مگر یہ کوشش اسی صورت میں کارگر ہوسکیگی۔ جب کہ "ستیارتھ پرکاش" کی اشاعت کو بند کر دیا جاوے۔ امید ہے کہ اس کے متعلق ضرور غور کیا جائیگا۔

آریہ صاحبان کو "ستیارتھ پرکاش" کی اس خطرناک تعلیم کے متعلق مشورہ دینے کے بعد ہم گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اگر آریہ صاحبان اپنی وفاداری اور عقیدت مندی کا ثبوت دینے کے لئے "ستیارتھ پرکاش" کی اس تعلیم کے خلاف آواز نہ اٹھائیں۔ اور اس کے روکنے کی کوشش نہ کریں۔ تو گورنمنٹ کو خود اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اور اس زہریلے اثر سے اپنی رعایا کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ جو "ستیارتھ پرکاش" کی وجہ سے پھیل سکتا ہے۔ اس کتاب میں صاف اور کھلے الفاظ میں یہ تلقین کرنا۔ کہ ایسے لوگ جو ویدوں کو نہیں جانتے۔ وہ اگر لاکھوں اور کروڑوں مل کر بھی کوئی قانون بنائیں۔ تو وہ کبھی تسلیم نہیں ہونا چاہیئے ایسا خطرناک حربہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ چل جائے تو ہندوستان سے امن و امان اٹھ جائے۔ اور وہ تباہی و بربادی کا جھکڑ چلے جو سب کو زیر و زبر کر دے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے گورنمنٹ کو ایسا اقبال اور جاہ و جلال عطا کر رکھا ہے۔ کہ اس قسم کی امن شکن کارروائیوں کو سر اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا۔ لیکن کیا گورنمنٹ کا فرض نہیں ہے۔ کہ وہ اسباب جو فتنہ اور فساد کے پھیلانے کا موجب ہوں۔ ان کا پہلے سے ہی استیصال کر دے۔ تاکہ ان کی طرف سے کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہے۔ اگر ہے۔ اور ضرور ہے۔ تو پھر "ستیارتھ پرکاش" کی اس خطرناک تعلیم کی طرف بھی ضرور توجہ کرنی چاہیئے

"ستیارتھ پرکاش" کا وہ حوالہ جو اوپر ہم نے پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ ذیل کے الفاظ بھی خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں۔ جناب پنڈت دیانند صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

"راجا (بادشاہ) اور راج سبھا (پارلیمنٹ) کے رکن لوگ تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ چاروں ویدوں کی تعلیمات سے واقف ہوں"

(ستیارتھ صفحہ ۱۰۶)

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایک بادشاہ اسی وقت بادشاہ کہلا سکتا ہے۔ جبکہ چاروں ویدوں کی تعلیمات کا واقف ہو۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر وہ بادشاہ تسلیم کئے جانے کے قابل نہیں۔

اسی طرح پارلیمنٹ وہی پارلیمنٹ ہو سکتی ہے۔ جس کے رکن چاروں ویدوں کی تعلیمات کے واقف ہوں۔ اگر ایسا نہیں۔ تو وہ پارلیمنٹ ہی نہیں۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کے نکتہ خیال سے تمام دنیا پر کوئی بادشاہ بادشاہ کہلانے اور کوئی پارلیمنٹ پارلیمنٹ کہلانے کے قابل ہے۔ یا نہیں۔ ہمیں تو کسی ملک کے بادشاہ اور پارلیمنٹ کے ارکان کے متعلق علم نہیں ہے کہ وہ چاروں ویدوں کی تعلیمات کے واقف ہوں۔ اور علم ہو بھی کس طرح سکتا ہے۔ جبکہ صفحہ عالم پر کوئی بادشاہ کسی پارلیمنٹ کے ارکان کا ویدوں کا عالم ہونا تو الگ رہا ان کے دیکھنے تک کی غرض نہیں رکھتے۔ اب یا تو ماننا پڑیگا کہ پنڈت دیانند صاحب اور ان کے پیروؤں کے نزدیک اس وقت دنیا میں کوئی بادشاہ بادشاہ کہلانے کا اور کوئی پارلیمنٹ پارلیمنٹ ہونیکا ہرگز حق نہیں رکھتی۔ یا یہ کہ بادشاہ اور پارلیمنٹ کے متعلق پنڈت صاحب نے جو اصل مقرر کیا ہے وہ بالکل غلط اور نادرست ہے۔ اگر پہلی بات کو درست مانا جائے تو علاوہ اور خرابیوں کے ایک بڑی بھاری خرابی یہ پیدا ہوتی ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کو جس کے سایہ عاطفت میں آریہ صاحبان رہتے ہیں جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ نہ تو ہمارے ملک معظم چاروں ویدوں کو پڑھے ہوئے ہیں۔ اور نہ ان کی پارلیمنٹ کے ارکان ہی ویدوں کو جانتے ہیں۔ البتہ اگر دوسری بات کو تسلیم کیا جائے یعنی یہ سمجھا جائے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے "دل کے بہلانے کو" یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ جو ہرگز قابل تسلیم نہیں ہیں تو اور بات ہے۔ لیکن کیا ان الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتا کہ "ستیارتھ پرکاش" گورنمنٹ کے خلاف سخت خطرناک تعلیم دینے والی اور آریوں کے دلوں میں معمولی ملکی کا جذبہ پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ مذکورہ بالا الفاظ کے لکھنے کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں ہے۔ کہ آریہ صاحبوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کے خلاف اکسایا اور جوش دلایا جائے۔

پس جس کتاب میں اس قسم کی خطرناک تعلیم پائی جاتی ہے۔ اس کے ضبط کرنے میں گورنمنٹ کو درگذر سے کام نہ لینا چاہیئے۔ ورنہ ایک نہ ایک دن ضرور اس کی وجہ سے خطرناک نتائج نکلیںگے۔ اور شاید اس وقت اس کے متعلق کوئی کارروائی کرنا موجودہ صورت کے مقابلہ میں آسان نہ ہوگی۔

"درثمین" کے متعلق ہمارا ڈیفنس

کیا تاحال آریہ اخبارات کے اعتراضات کا ہم نے کوئی جواب نہیں دیا؟

"درثمین" کے بعض اشعار کے خلاف آریہ اخبارات کے شور مچانے پر پہلا مضمون جو ہماری طرف سے شائع ہوا اس میں ہم نے ان اشعار کی صداقت کو مختصر طور پر پیش کرتے ہوئے۔ جنہیں آریہ اخبارات نے دل آزار اور شر انگیز بتایا تھا۔ بڑے زور کے ساتھ لکھا تھا کہ:-

"اگر آریہ صاحبان یہ ثابت کر دیں کہ درثمین میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور ہم احمدیہ جماعت کو چیلنج دیتے ہیں کہ ان باتوں کو ہماری کتابوں سے نکال کر پیش کریں۔ تو ہم ہر وقت اس چیلنج کو منظور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (الفضل ۱۸ جون)

اور چند اشعار کو لیکر ان کا حقیقت پر مبنی ہونا بھی ثابت کیا گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے "آریہ پترکا" لکھتا ہے کہ:-

"مرزائی بھائیو۔ آپ نے "ستیارتھ پرکاش" کے خلاف آواز اٹھا کر اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ "درثمین" کے متعلق جو کچھ آریہ اور ہندو اخبارات کی طرف لکھا گیا ہے۔ اس کا کوئی جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔ .... اگر آپ کے پاس کوئی جواب ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کے متعلق کوئی ڈیفنس کرتے؟"

یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" کی نظر سے الفضل نہیں گذرتا۔ اور خصوصاً آج کل اس لئے یہی کہا جائیگا۔ کہ ایڈیٹر صاحب نے دیدہ و دانستہ خلاف بیانی سے کام لیا ہے۔

سب سے پہلا مضمون۔ جو آریہ گزٹ کی شر انگیزی اور افترا پردازی کے جواب میں "الفضل" کی ۸ - جون کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ پڑھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے۔ کہ "درثمین" کے متعلق جو غلط بیانی آریوں نے کی تھی۔ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ پھر ۱۸ - جون کے الفضل کا لیڈنگ آرٹیکل ہے جس میں ان تمام الزامات کا ڈیفنس کیا گیا ہے۔ جو آریہ گزٹ وغیرہ اخبارات نے لگائے تھے۔

چنانچہ ہم نے اس میں لکھا تھا کہ "درثمین" میں کوئی جھوٹا الزام کوئی غلط بات آریوں کی طرف منسوب نہیں کی گئی۔ بلکہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ آریوں کے مسلمہ اعتقادات اور صحیح واقعات کی بنا پر ہے۔ پھر کیا "آریہ پترکا" کے ایڈیٹر صاحب کو معلوم نہیں کہ ہم نے یہاں تک لکھدیا تھا کہ "درثمین" میں جو کچھ ہے۔ وہ سب درست اور صحیح ہے۔ اور اگر آریوں کو اس کے غلط ہونے پر اصرار ہے۔ تو ہمیں چیلنج دیں۔ ہم انھیں بتائیں گے کہ "درثمین" کا دامن ان الزامات سے پاک و صاف ہے۔ جو آریہ اخبارات نے کمال بیدردی سے اس پر لگائے ہیں۔ پھر اسی جواب کا ۷ - جولائی کے پرچہ میں اعادہ کیا گیا ہے اب ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" ہی بتلائیں۔ جو کچھ آریہ اور ہندو اخبارات کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ اس کا جواب ایک بار نہیں۔ بلکہ متعدد بار دیا گیا ہے۔ یا نہیں۔ کیا ہمارے مذکورہ بالا جواب پر کسی ایک آریہ اخبار نے بھی جن میں "آریہ پترکا" بھی شامل ہے۔ یہ کہنے کی جرأت کی ہے۔ کہ "درثمین" میں جو کچھ آریوں کے متعلق ہے۔ وہ غلط اور جھوٹ ہے اور ہم احمدیوں کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ہماری کتب سے ان باتوں کو ثابت کریں۔ اگر نہیں تو پھر "آریہ پترکا" نے کس منہ سے "درثمین" کے متعلق ہمیں مخاطب کرتے ہوئے۔ یہ لکھا ہے کہ "اگر آپ کے پاس کوئی جواب ہوتا تو ضروری تھا کہ اس (درثمین) کے متعلق کوئی ڈیفنس کرتے" اس سے بڑھ کر اور کیا ڈیفنس ہو سکتا ہے۔ کہ "درثمین" کے جن اشعار پر اعتراض کیا گیا ہے۔ ان کی صداقت کو ہم آریوں ہی کی کتب اور صحیح واقعات سے ثابت کرنے کے مدعی ہیں۔ اور بار بار اس دعوے کو پیش کر رہے ہیں "آریہ پترکا" کو اس طرف آنے کی تو جرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم نے "درثمین" کے ڈیفنس میں جو کچھ لکھا ہے سرے سے اس کا انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ۔ اس وقت تک ہم کئی دفعہ "درثمین" پر لگائے ہوئے الزامات کی تردید کر چکے ہیں۔

کیا ہم نے یہ نہیں ثابت کیا کہ پنڈت لیکھرام نے جو جو شرمناک اور اخلاق و تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ اپنی تصانیف میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک میں استعمال کئے ہیں۔ اور جن سے ان کا کلیات بھرا پڑا ہے۔ ایسے دل آزار الفاظ لکھنے والے انسان کے متعلق یہ کہنا کہ؎

فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندے
ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے

بالکل درست ہے۔

پھر کیا ہم یہ نہیں لکھ چکے۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب جب اسلام اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق سخت دل آزار الفاظ استعمال کرنے کی وجہ سے آپ کی پیشگوئی کے مطابق کیفر کردار کو پہنچ گئے ہیں۔ تو ان کی نسبت یہ کہنا کہ؎

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم حنا نہیں ہے

بالکل ٹھیک ہے۔

پھر کیا ہم یہ نہیں بتا چکے۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب جب آریہ دھرم کے قائم مقام بن کر اسلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل کھڑے

ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کو جھوٹا کرنے کی بجائے اپنی موت سے اس کی صداقت کا ثبوت دے گئے ہیں۔ تو یہ کہنا کہ ؎

موت لیکھو بڑی کرامت ہے
پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

بالکل صحیح ہے۔

پھر کیا ہم یہ ظاہر نہیں کر چکے۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب جب اسلام اور بانئ اسلام اور حضرت مرزا صاحب کی شان میں سخت دل آزار الفاظ کہنے کی پاداش میں دست غیب کے ذریعہ نہایت عبرت آموز طریق سے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ تو ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو یہ کہنا کہ ؎

لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

بالکل واجب ہے۔

پھر کیا ہم یہ نہیں بیان کر چکے ہیں۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب جب حضرت مرزا صاحب کی دعا کے مطابق خارق عادت طریق سے قتل ہو کر آپ کے مستجاب الدعا ہونے کا ثبوت ٹھہر چکے ہیں۔ تو ان کو نظیر کو یہ کہنا کہ ؎

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اگر یہ سب کچھ ہم پیشتر ازیں لکھ چکے ہیں۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ ”درثمین“ کے متعلق جو کچھ آریہ اخبارات کی طرف سے لکھا گیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ایڈیٹر صاحبان آریہ پتر کا سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے ہمارے گزشتہ مضامین کو ملاحظہ نہیں فرمایا۔ تو اسی مضمون کو بغور پڑھ لیں۔ اور پھر بتائیں کہ اس جواب سے ان کی تسلی ہوتی ہے۔ یا نہیں۔

پھر آریہ گزٹ نے ”درثمین“ کے ان اشعار کو پیش کیا تھا۔ جن میں نیوگ کا ذکر ہے۔ ان کے متعلق بھی ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ کیا یہ کہنا کہ آریہ مذہب میں نیوگ کی تعلیم ہے۔ شر انگیز ہے۔ اگر شر انگیز ہے۔ تو کیوں نیوگ پستاریوں کا عمل ہے۔ اور اس کو بہت عمدہ فعل قرار دیتے ہیں۔ کیوں نہیں سوامی دیانند کی مقدس اور پوتر کتاب ”ستیارتھ پرکاش“ میں سے نیوگ کی مفصل و مشرح تعلیم کو نکال دیتے۔ لیکن جب تک نیوگ کی تعلیم اس میں موجود ہے۔ اور آریہ صاحبان دل وجان سے اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت تک ہر ایک شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ ان کی طرف اس مسئلہ کو منسوب کر کے اس پر سوختنی ڈالے۔ جس پر ان کا چڑنا اور شور مچانا بالکل عبث ہے۔ پس اگر درثمین میں اسی نیوگ کا تذکرہ ہے اور صحیح اور درست طریق سے تذکرہ ہے۔ تو پھر اس کو شر انگیز اور فتنہ خیز کس منہ سے کہا جاتا ہے۔

پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ آجتک درثمین کے متعلق آریہ اخبارات نے جو اعتراض کئے ہیں۔ ان کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ ہم نے اصولی طور پر جواب دینے کے علاوہ ان اشعار کے مبنی بر صداقت ہونے کا بھی ثبوت دیدیا ہے۔ جن کو پیش کر کے شور ڈالا گیا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے اس وقت تک ہم ”ستیارتھ پرکاش“ کے جن نہایت دل آزار اور شر انگیز الفاظ کو متعدد دفعہ پیش کر چکے ہیں۔ ان کا کوئی جواب آریہ اخبارات نے نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ بھی ”ستیارتھ پرکاش“ کے ان الفاظ کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ایسی کتاب جس قدر بھی جلدی ضبط ہو اسی قدر اچھا ہے۔

ہمارا لیٹریچر اور آریہ اخبارات

اسوقت تک ”ستیارتھ پرکاش“ کی جس قدر دل آزار اور گورنمنٹ کے خلاف تعلیم ہم پیش کر چکے ہیں۔ اس کا سب سے پہلا جواب جو آریہ اخبارات کی طرف سے دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم بھی آپ لوگوں کے لٹریچر سے اسی قسم کی باتیں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ آج کل گورنمنٹ کی توجہ جنگ کی طرف ہے۔ اس لئے ہم اسے دوسری طرف متوجہ کرنا نہیں چاہتے چنانچہ ورتمان پتر کا لکھتا ہے۔ کہ:-

”مرزائی اخبارات کو اس فہم ذہانی سے باز آنا چاہیئے اور ”ستیارتھ پرکاش“ کے خلاف آواز اٹھا کر مرزائی لٹریچر کی قلعی کھلوانا چاہیئے۔ مرزائی لٹریچر کے اندر غیر مذاہب خصوصاً آریہ سماجیوں کے خلاف جو زہر بھرا ہے۔ اور جو مغلظ گالیاں دی گئی ہیں۔ ان کے متعلق ہمیں پوری واقفیت ہے۔ لیکن اس جنگ کے زمانہ میں جبکہ ہر فرد رعایا کا فرض ہے۔ کہ وہ باقی تمام باتوں کو چھوڑ کر سب سے پہلے اپنی مہربان گورنمنٹ اور پیارے شہنشاہ کی مدد کرے ہم کسی قسم کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتے“

قریباً یہی جواب اخبار ”درشانند“ نے دیا ہے جس کے متعلق ہم گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ۔ اگر آپ لوگ ”مرزائی لٹریچر“ سے آگاہ ہیں۔ تو ہمارے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ کیونکہ اس کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ لوگ اس سے آگاہ ہوں۔ اور اس سے آگاہ ہونا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ وہ ایسی زبانوں میں ہے۔ جو زندہ ہیں۔ مگر آپ کا یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ کہ ”مرزائی لٹریچر“ کے اندر غیر مذاہب خصوصاً آریہ سماجیوں کے خلاف زہر بھرا پڑا ہے اور مغلظ گالیاں دی گئی ہیں۔ کیونکہ ہمارا سارا لٹریچر تو بجائے خود رہا۔ صرف کتاب ”درثمین“ ہی کو لے لیجئے جس کے خلاف آریہ اخبارات نے بہت شور بلند کر رکھا ہے۔ اسمیں بھی باوجود ہمارے بار بار چیلنج دینے کے آپ کوئی گالی ثابت نہیں کر سکے یوں تو آریہ اخبارات کے صفحات کے صفحات ”درثمین“ کے خلاف مضامین سے پر ہو رہے ہیں لیکن ایک نے بھی تاحال اپنی بات کا ثبوت پیش نہیں کیا۔ باقی رہا ہمارا سارا لٹریچر اس کی نسبت ہم بڑے زور کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کسی پر ابتداءً حملہ نہیں کیا۔ ہاں جب ہمیں تنگ کیا گیا۔ اور اسلام پر نہایت گندے اور ناپاک الزام لگائے گئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے اور ہمارے مقدس بزرگوں کے خلاف بدزبانی سے

کام لیا گیا۔ تو اس وقت ہمیں رفع شر اور قیام امن کے لئے لکھنا پڑا۔ کیونکہ ایسی صورت میں جبکہ آپ لوگوں کی طرف سے سخت دل آزار اور رنجیدہ تحریریں شائع ہو رہی تھیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کے دل و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا تھا۔ اگر کوئی جواب نہ دیا جاتا۔ اور آریہ سماج کی حقیقت ان پر نہ ظاہر کی جاتی۔ تو نہ معلوم کیسا خطرناک نتیجہ نکلتا۔ پس "مرزائی لٹریچر" میں جو کچھ موجود ہے وہ اس زہر کا تریاق ہے۔ جو ہائی آریہ سماج اور پنڈت لیکھرام وغیرہ آریوں کی تحریروں نے پھیلا رکھا ہے

آریہ اخبارات کا یہ کہنا بھی عجیب ہے۔ کہ اس وقت گورنمنٹ چونکہ جنگ میں مصروف ہے۔ اس لئے وہ کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ اور ہمیں بھی مشورہ دیتے ہیں۔ کہ "پرماتما کر پا کریں۔ جنگ کا جلد خاتمہ ہو اور ہمارے شہنشاہ معظم سب طرف سے بے فکر ہو کر راجیہ پر حکومت کرتے نظر آئیں۔ اور رعایا امن و چین سے اپنے دن گذارنے شروع کر دے۔ تب آپ کے گورنمنٹ کے آگے اپنی زور آوری دکھلا دینا۔ گو یہ آریوں کی زبردستی ہے"

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ یہ مشورہ اب کیوں یاد آیا ہے۔ کیا یہ نہایت حیرت انگیز امر نہیں ہے۔ کہ ایک طرف تو آریہ اخبارات "درثمین" کے خلاف شور مچا رہے ہیں اور گورنمنٹ کی توجہ کو جنگ سے ہٹا کر دوسرے امور کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے کہتے ہیں کہ "ہم کسی قسم کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتے"۔ وہاں ہمیں یہ بتاتے ہیں۔ کہ یہ وقت ہر قسم کی بحثوں کو چھوڑ کر گورنمنٹ کی مدد کا ہے۔ اگر اس وقت ان کے نزدیک "درثمین" کے خلاف بلاوجہ گورنمنٹ کو تکلیف دینا جائز ہے۔ تو پھر کیوں ستیارتھ پرکاش کی دل آزار اور فتنہ انگیز تعلیم کے خلاف ہمارا آواز اٹھانا ناجائز ہے۔ جبکہ اس وقت گورنمنٹ کی امداد کرنے کے طریقوں میں سے ایک یہ بھی طریق ہے۔ کہ ملک میں امن و امان قائم رکھنے اور فتنہ انگیز اسباب کو دور کرنے کی کوشش کی جائے پس ستیارتھ پرکاش کی خطرناک تعلیم کے خلاف ہمارا آواز اٹھانا اس وقت ناموزوں نہیں۔ بلکہ نہایت ضروری ہے۔ تاکہ ایسے نازک وقت میں اس کی وجہ سے جو خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کا قلع قمع ہو جائے۔

"درثمین" کے ایڈیشنز میں فرق سے "آریہ پترکا" کی کیا مراد ہے؟

"درثمین" کے خلاف آریہ اخبارات نے جو طوفان بے تمیزی اٹھایا تھا۔ اس کو جب ہماری طرف سے دبا دیا گیا ہے۔ اور ان کے شور و شر کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی گئی ہے۔ تو وہ اب ایسی بودی اور کمزور باتیں پیش کر رہے ہیں۔ کہ جن پر غور کرنے سے انہیں جز و بجز سوائے ندامت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آ سکتا۔ چنانچہ "آریہ پترکا" لکھتا ہے۔ کہ:-

"مرزائی اصحاب کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ "درثمین" پرانی کتاب ہے اور پہلے کئی بار چھپ چکی ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پہلے ایڈیشنوں اور اس ایڈیشن میں فرق ہے۔ لہٰذا تازہ ایڈیشن ضبط ہونا چاہئے۔ جو کہ پریس ایکٹ کے اجراء کے بعد طبع ہوا"

معلوم نہیں "درثمین" کے ایڈیشنوں میں فرق سے "آریہ پترکا" کا کیا مطلب ہے۔ اگر تو یہ ہے۔ کہ پہلے ایڈیشنوں میں جس قدر نظمیں درج ہیں بعد کے ایڈیشنوں میں ان سے زیادہ ہیں۔ تو یہ کوئی ایسا فرق نہیں ہے۔ جو اس کے لئے مفید ہو سکے۔ کیونکہ ہم بتا چکے ہیں۔ کہ درثمین کوئی مستقل تصنیف یا تالیف نہیں۔ بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان نظموں کا مجموعہ ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وقتاً فوقتاً اپنی کتب میں درج فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے جوں جوں تصانیف بڑھتی گئیں۔ نظموں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ یہ کبھی نہیں کیا گیا۔ کہ درثمین کے نام سے کوئی مجموعہ شائع ہوا۔ اور اس میں حضرت مرزا صاحب کی بعض نظمیں درج کر دی گئی ہوں۔ اور بعض کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ جس قدر نظمیں تیار ہوتی رہی ہیں وہ شائع کی جاتی رہی ہیں۔ اس وجہ سے کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ درثمین کے ایڈیشنوں میں ایسا فرق ہے جس کی وجہ سے آخری ایڈیشن ضبط ہونا چاہئے۔

ہاں اگر ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" آخری اور پہلے ایڈیشنوں میں کوئی ایسا فرق ثابت کر دیں۔ کہ آخری ایڈیشن میں جو اشعار اس کے نزدیک دل آزار اور شر انگیز ہیں۔ وہ باوجود تیار ہونے کے پہلے ایڈیشنوں میں درج نہیں کئے گئے۔ تو ایک بات ہے۔ اور اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ موجودہ ایڈیشن کے خلاف آواز اٹھائے۔ لیکن جب تک وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور کبھی نہیں کر سکتا۔ تو پھر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ درثمین کے پہلے اور پچھلے ایڈیشنوں میں فرق کو ضبطی کا باعث قرار دے۔ کیونکہ ایسے فرق جن سے آریہ سماج کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر بیسیوں ہوں تو اسے کیا اسے تو یہ فرق دیکھنا چاہئے۔ کہ آریہ سماج کے متعلق جو اشعار ہیں۔ ان میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ اگر اسے کوئی ایسی بات نظر آئے۔ کہ فلاں اشعار جن میں آریہ سماجیوں یا آریہ سماج کا ذکر ہے۔ فلاں وقت کہے گئے تھے لیکن اس کے بعد کے درثمین کے ایڈیشن میں ان کو درج نہیں کیا۔ بلکہ آخری ایڈیشن میں درج کرنے کے لئے رکھ چھوڑا گیا۔ تو اسے وہ فرق کہہ سکتا ہے۔ اور اس کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلا سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں تو اس کا واویلا فضول ہے۔

کیا ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" ہمیں اجازت دیں گے۔ کہ پہلے اور پچھلے ایڈیشنوں میں فرق سمجھانے کے لئے ہم "ستیارتھ پرکاش" کے مختلف ایڈیشنوں سے مثالیں پیش کریں۔ اور بتائیں۔ کہ فرق اسکو کہتے ہیں ہمیں امید نہیں۔ کہ ایڈیٹر صاحب موصوف جو ہماری نسبت ستیارتھ پرکاش کی حقیقت سے زیادہ واقف ہونے کے مدعی ہیں۔ ہمیں اجازت دیں۔ اور ہمیں اجازت لینے پر اصرار بھی نہیں۔ کیونکہ ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کو کسی فرق کی وجہ سے ضبط کرنے کی طرف گورنمنٹ کو توجہ

نہیں دلائی بلکہ اس کی اس خطرناک اور دل آزار تعلیم کی وجہ سے دلائی ہے۔ جو ہمارے لئے بہت ہی تکلیف اور رنج کا موجب ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک ایڈیشن میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے ہر ایک ایڈیشن ہی قابل ضبطی ہے۔

لنڈن میں تعمیر مسجد کی تجویز

۱۹۱۷ء میں ولایت کے مشہور اخبار ٹائمز آف لنڈن میں یہ بحث زوروں سے چھڑی تھی۔ کہ مسلمانوں کی وفاداری اور جاں نثاری کی یادگار میں دارالسلطنت برطانیہ (لنڈن) میں ایک مسجد تعمیر کی جائے۔ اس تجویز کی تائید میں الفضل جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۶ء میں ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا گیا تھا۔ جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ میدان جنگ میں کام آنے والے مسلمانوں کی یادگار کے طور پر لنڈن میں مسجد کا تعمیر کرنا مسلم رعایا کے دل میں وفاداری اور جاں نثاری کے جذبات کو ترقی دینے کا باعث ہوگا۔ اس لئے گورنمنٹ کو ضرور اس طرف توجہ کرنا چاہیئے۔

ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ بوجہ مصروفیت جنگ اور دیگر اہم معاملات کے تاحال اس طرف توجہ نہیں فرما سکی ہوگی۔ لیکن اب دو سال کے بعد ارل ونٹرٹن صاحب نے پارلیمنٹ میں خواہش ظاہر کی کہ:۔

"مسلمانوں نے ساری سلطنت انگلشیہ میں ہر جگہ بلالحاظ نسل و ذات بزمانہ جنگ جو عقیدتمندانہ تائید و امداد پہنچائی ہے اس کی داد کے طور پر گورنمنٹ لنڈن میں ہندوستانی مسلمانوں کی جماعت کے لئے ایک مسجد کی تعمیر کو مالی مدد دے" اس کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بونر لا وزیر خزانہ نے کہا کہ:۔ "گورنمنٹ امتنان کے ساتھ ان تمام خدمات کی معترف ہے۔ جو ہمارے مسلمان خواہ بہ تاشوں نے انجام دی ہیں۔ لیکن وہ کسی ایسی وجہ سے آگاہ نہیں ہے۔ کہ ہماری قدردانی و پسندیدگی کیوں (ارل ونٹرٹن کی) مجوزہ صورت اختیار کرے"

اس کے جواب میں ارل ونٹرٹن نے کہا۔ کہ:۔

"یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ بعض مسلمانوں نے ان مسلمان سپاہیوں کی یادگار میں بمقام لنڈن ایک مسجد بنانیکا فیصلہ کیا ہے۔ جو لڑائی میں وفات پاگئے ہیں"

اسپر مسٹر بونرلا نے فرمایا کہ:۔

"وہ اس امر سے واقف نہیں تھے۔ لیکن انھیں خوشی ہوگی اگر اس کی اسکیم کی تفصیلی کیفیت انھیں بتائی جائیگی"

اس سوال جواب سے جو پارلیمنٹ میں ہوئے۔ ظاہر ہے کہ وہ تحریریں۔ جو ٹائمز آف لنڈن وغیرہ مشہور اخبارات میں دو سال قبل نکلیں۔ اور جن سے ایک شور مچگیا تھا تاحال کوئی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئیں۔

کیونکہ گورنمنٹ کا ایک ذمہ دار افسر کہتا ہے کہ اسکو نہ سکیم کا علم ہے نہ یہ معلوم ہے کہ کیوں مسجد کی صورت میں جنگ میں فوت ہونے والے مسلمانوں کی قدردانی کا ثبوت دیا جائے۔ ممکن ہے انھیں جنگی معاملات میں مصروفیت اور انہماک کی وجہ سے مسلمانوں کی جنگی خدمات کی اس صورت میں قدردانی کی اہمیت کا اندازہ لگانے کا موقعہ نہ ملا ہو لیکن ہم پورے وثوق اور کامل یقین سے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس تجویز کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے عملی طور پر کچھ کارروائی کی جاتی۔ تو یہ مسلمانان ہند کو موجودہ جنگ میں بیش از پیش جاں نثاری اور بہادری کے ساتھ حصہ لینے کی نہایت موثر ترغیب ہوتی۔ اور اس سے بہت عمدہ اور اچھے نتائج مرتب ہوتے۔

دعا کی جائے

میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کی وجہ سے سخت مشکلات میں گرفتار ہوں۔ تمام احمدیوں سے درخواست ہے۔ کہ میری مخلصی کے لئے بتوجہ تمام دعا کیجائے (ایک احمدی خاتون)

ایک چیلنج

تمام مسلمانوں کو جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی طرف سے

مخدوم و مکرم جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب (سکندر آباد) نے جو ہمارے سلسلہ کے ایک مخلص اور پرجوش فرد ہیں۔ اور اپنے دل میں تبلیغ احمدیت کا خاص ولولہ رکھتے ہیں۔ حال میں انھوں نے "دنیا کے تمام مسلمانوں کو علی الخصوص اور دیگر مذاہب کو علی العموم دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ ایک چیلنج" نامی ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں مختصر طور پر خدا تعالیٰ کی ربوبیت۔ ضرورت مصلح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت کا حاصل ہونا بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کو پیش کیا ہے اور آپ کی صداقت کو آسان اور زود فہم پیرایہ میں نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کرنے کے بعد وفات مسیح کو قرآن کریم سے ثابت کیا ہے۔ اس طرح تمام ضروری اور اہم مسائل کو یکجا جمع کر کے تبلیغ احمدیت کے لئے بہت مفید رسالہ تحریر کر دیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس رسالہ کو سعید روحوں کے لئے باعث ہدایت بنائے۔ اور جناب سیٹھ صاحب موصوف کے لئے اجر عظیم کا باعث ہو۔

ذیل میں ہم اس رسالہ کا صرف وہ حصہ نقل کرتے ہیں۔ جس میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ چیلنج دیا گیا ہے۔

"دنیا کے تمام مسلمانوں پر ہمارا یہ سوال ہے کہ جب سنی و شیعہ کے کتب احادیث سے یہ ثابت ہے کہ بغیر امام زماں کے زندگی بسر کرنا کفر کی موت مرنا ہے تو بتلاؤ آپ کا اس زمانہ کا امام کون ہے!

آپ اپنی مسجد کے پیش امام کو یا کسی بڑے مولوی یا مجتہد یا پیر و مرشد کو اپنا امام مت سمجھو۔ ایسے لوگ

تو ہر ملک میں بہت سارے پائے جاتے ہیں۔ امام زمان تو وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ وقت پر اس امت کی راہ نمائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہو۔ دنیا کے خواہ کیسے ہی زبردست مولوی یا مجتہد یا پیر و مرشد ہوں۔ لیکن انھوں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے شروع میں دنیا کی راہ نمائی کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اس لئے انھیں مانا جائے ورنہ اسلام سے خارج اور جہنمی مروگے لیکن ایک ہی عظیم الشان بزرگ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اس منصب کا مدعی بنایا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ اس لئے دنیا کے ہر ایک شخص پر فرض ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ تسلیم کرے اور آپ کے سلسلہ میں شامل ہو جائے۔

اگر آپ کا نعوذ باللہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ تو یہ عاجز جو آپ کے خادموں کا ایک ادنیٰ خادم ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے توفیق پاکے دنیا کے تمام مسلمانوں کو محض ان کی خیر خواہی کے لئے۔ اور ان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کے پاک امام کی نسبت جو بدظنی ہی وہ دور ہونے کی خاطر یہ چیلنج دیتا ہے۔ کہ وہ بتلائیں کہ دنیا میں ایسا کون شخص ہے۔ جس نے یہ اعلان کیا ہو کہ :-

(۱) میں وہی شخص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی راہ نمائی کے لئے اس زمانہ کا امام بنایا ہے

(۲) میں وہی شخص ہوں۔ جو اس صدی کے سر سے پر مبعوث کیا ہوا خاص مجدد ہوں۔

(۳) میں وہی شخص ہوں جس نے اس صدی کے مجدد امام زمان مرزا صاحب کے تمام دعاوی و دلائل کو جھٹلا کر خود کی صداقت منوایا ہوں۔

(۴) میں وہی شخص ہوں کہ میرے اسلامی خدمات سے دنیا کے تمام غیر مذاہب و اقوام پر اسلام کی حجت پوری ہو گئی ہے۔ اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق سچا اسلام دنیا میں قائم کیا ہوں۔

(۵) میں وہی شخص ہوں۔ کہ جس کو لاکھوں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم قوم میں سے بھی بہتوں نے مانا ہے۔ اور میرا سلسلہ رات دن پچھے اسلام کی صداقت کو دنیا پر آشکار کرنے کے کام میں۔ دنیا کے کونوں تک پھیل گیا ہے۔ اور وہ اپنی خدمات میں روز بروز ترقی کے ساتھ مصروف ہے۔

(۶) میں وہی شخص ہوں کہ میرا منکر خدا اور رسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔

(۷) میں وہی شخص ہوں۔ جو ان باتوں کا ثبوت اپنی شائع شدہ کتابوں سے دے سکتا ہوں۔

خواہ وہ مدعی خود ہو یا اس کا جانشین یا قائم مقام ہو۔ بشرطیکہ وہ ہمارے مذکورہ بالا تمام شرائط کو بعد گی تمام پبلک کے سامنے پیش کرے۔ اور پھر ہم پر ثابت کر دکھلا دے۔ تو اس کو یہ عاجز بذریعہ انجمن ہذا دس ہزار روپیہ کا انعام دینے کو تیار ہے۔ اور یہ رقم ہندوستان کی سب سے بڑی بینک جو بنک آف بنگال کے نام سے مشہور ہے ڈیپازٹ رکھوا دیگا اب انشاء اللہ تعالیٰ دنیا دیکھ لیگی کہ خدا تعالیٰ اس معاملہ میں کسی مدعی کو کامیاب ہونے نہ دیگا۔ تا اس کے برگزیدہ مامور مرسل کی صداقت دنیا پر آشکار ہو اور قیامت تک اس کے ہر ایک منکر پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔

"ستیارتھ پرکاش" کے خلاف پبلک آواز

"ستیارتھ پرکاش" کی دل آزار اور قلب پاش تسلیم کے خلاف اس وقت تک جو تحریریں مختلف مقامات سے ہمارے پاس پہنچی ہیں۔ اور روز بروز پہنچ رہی ہیں۔ انھیں ہم حسب گنجائش مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت درج کرتے رہیں گے۔

ہمیں امید ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ پبلک آواز کو توجہ کے ساتھ سنیگی۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کر کے اپنی بے شمار رعایا کو شکر گذاری کا موقع دیگی۔ ایڈیٹر۔

"ستیارتھ پرکاش" کی امن سوز تحریروں پر گورنمنٹ عالیہ کی پوری توجہ کی ضرورت

یہ گورنمنٹ عالیہ کی چشم پوشی اور درگذر کا ہی صدقہ ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" اور اس جیسی کئی کتابیں قوموں کے امن و صلح کی زندگی کو برباد کرنے والی موجود ہیں۔ ان کو دیکھ کر ہر منصف یہ کہنے کے لئے مجبور ہوگا کہ جس طرز سے ان میں قوموں کی دلآزاری۔ اور درشت کلامی کی گئی ہے۔ ناممکن ہے۔ کہ کوئی قوم کتنا بھی سخت لکھے ان کے زہر کا ازالہ کر سکے۔ افسوس ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے مصنف نے اس پاک آزادی کی آڑ میں نہ فقط کروڑہا اہل اسلام کے دلوں کو ہی سخت بیدردی سے مجروح و زخمی کیا ہے۔ بلکہ میرا یقین ہے۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کے چند لاکھ نفوس کے اخلاق کو بھی بہت نقصان پہنچایا۔ جو ان کے ناپاک حملوں اور گالیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں میں نہایت ادب سے اپنی محسن اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ گورنمنٹ عالیہ کے حضور اس حقیقت کو واضح کرتا ہوں۔ کہ ایسی تصانیف نے ہندوستان میں نہ صرف قوموں کے اتحاد و ہمدردی کو ہی برباد کیا ہے۔ بلکہ میری پختہ رائے ہے۔ کہ خود سلطنت و حکومت کو اس قدر نقصان عظیم پہنچانیکا باعث ہوئی ہیں۔ جو نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ یہ بات گورنمنٹ سے پوشیدہ نہیں کہ عوام الناس کا ایک نادان اور اصل حالات سے بے خبر طبقہ ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں ایسا موجود ہے۔ جو یہ یقین کئے ہوئے ہے۔ اور دوسروں کو بھی اس ہتھیار سے گمراہ کرتا ہے کہ قوموں کے درمیان پھوٹ اور تفرقہ کی بانی مبانی خود گورنمنٹ ہے۔ اور یہ عین گورنمنٹ کی منشا کے مطابق ہے کہ قوموں میں صلح و اتحاد نہ ہو۔

گورنمنٹ عالیہ یقین فرماوے - کہ ایسے ناپاک خیالات کا اصل محرک - اور بڑی حد تک ذمہ دار یہی لٹریچر ہے جو مذہبی رنگ دیکر ایسی بے باکی سے شائع کیا جاتا ہے - جیسا کہ الفضل نے "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق اپنے سلسلہ مضامین مبسوطہ میں ثابت کیا ہے - اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور گورنمنٹ عالیہ کی نسبت ایسی ناپاک بدظنی کو ہی دور کرنے کے خیال سے حضرت میرزا صاحب نے اپنی زندگی میں گورنمنٹ عالیہ کے حضور درخواستیں کیں - میموریل بھیجے - کہ اس امن سوز لٹریچر کو قانون کے ذریعہ روکا جاوے اور کوئی قانون ایسا مرتب کیا جاوے - کہ مذہب کی آڑ میں دوسروں پر ایسے گندے اور دل آزار حملے نہ کئے جا سکیں - حضرت مرزا صاحب نے اپنی درخواست میں یہ بھی لکھا تھا - کہ کم سے کم چند سال کے لئے ہی گورنمنٹ عالیہ اس نسخہ کی آزمائش فرماوے - اور ایک ایسا قانون جاری کرے - کہ ہر مذہب کے لوگ صرف اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ہی بیان کریں - اور کسی دوسرے مذہب پر کوئی ایسا حملہ نہ کریں - جو اس کے مسلمات سے نہ ہو - مگر افسوس کہ اس وقت ایک ایسی پاک خواہش پر توجہ نہ ہو سکی -

ہر چیز کے لئے ایک وقت ہوتا ہے - اگر اس وقت بھی گورنمنٹ عالیہ اس پر توجہ فرماوے تو یہ سارے ہندوستان پر ایک اتنا عظیم الشان احسان ہوگا کہ کروڑہا مخلوق کے دل اپنی محسن گورنمنٹ پر نثار ہونے کو موجود ہونگے -

پس ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش اور ایسی تمام کتابوں سے وہ حصہ ضرور تلف کر دیا جاوے - جس میں مسلمانوں کے خدا - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے خلاف اور دیگر مذاہب اور گورنمنٹ کے خلاف نہایت گندے اور دلخراش الفاظ استعمال کئے گئے ہیں -

حکیم محمد حسین قریشی از لاہور

"ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہیئے

"ستیارتھ پرکاش" کے خلاف الفضل نے جو آواز اٹھائی - اور ایسی دل آزار اور شر انگیز کتاب کی ضبطی کے لئے گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلائی ہے - اس کے لئے مسلمانوں کو نہایت مشکور ہونا چاہئے - جس مذہب کی تعلیم میں دیگر مذاہب عالم کو گالیاں ہی گالیاں دی گئی ہوں - اس کے پیرؤں کا یہ دعوے کہ ہمارا ہی مذہب عالمگیر ہے - کس طرح درست ہو سکتا ہے - ستیارتھ پرکاش میں نہ صرف مسلمانوں - بلکہ سکھوں عیسائیوں - وغیرہ کے خلاف بھی ایسے گندے مضامین لکھے گئے ہیں - کہ پڑھ کر شرم آتی ہے - میرا یقین ہے کہ آریوں میں سے بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مہذب لوگ "ستیارتھ پرکاش" جیسی کتاب پڑھنا گوارا نہ کرتے ہونگے - کیا آریہ دوست اپنے کسی مسلمان - عیسائی یا سکھ دوست کو یہ کتاب بطور تحفہ دے سکتے ہیں - اگر وہ دیتے ہیں - تو گویا وہ اس کے منہ پر گالیاں دیتے اور دینے والا بھی کوئی بہت ہی بے غیرت انسان ہوگا - جو حوالجات الفضل میں درج کئے گئے ہیں - ان کو پڑھ کر ایک غیور مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور سخت صدمہ اور قلق ہوتا ہے - مسلمانوں کو چاہئے کہ متفقہ طور پر اس کتاب کی ضبطی کے لئے گورنمنٹ عالیہ سے درخواست کریں -

خاکسار عبدالحمید ریلوے آڈیٹر لاہور

"ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے لئے گورنمنٹ سے گذارش

الفضل جلد ۵ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۹ - جون سنہ ۱۹۱۸ء میں "ستیارتھ پرکاش" کے جو حوالجات نقل کئے گئے ہیں - انہوں نے زخم ہائے دل و جگر پر ضرب شدید کا کام کیا - زمانہ اشاعت "ستیارتھ پرکاش" اور اسکے بعد لیکھرام صاحب کے دل آزار لٹریچر کی اشاعت کے وقت جو دکھ نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پڑھ کر ہوا تھا - وہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا کہ ایک مسلمان - ہاں سچے مسلمان کو نشانہ غم واندوہ بنائے بغیر چھوڑ دیتا - اسی غم نے بہت سے نوجوانوں کو کہ جن کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت بھری ہوئی ہے - عین وقت شباب میں پیری کا مزہ چکھا دیا - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ دہان دراز لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام سے اس بدزبانی کی بجائے کچھ مال طلب کرتے تو کسی کو بھی دریغ نہ ہوتا - اور اگر کچھ ایسے اسباب پیدا ہو جاتے - کہ جن کے ماتحت ہمیں مجبور کیا جاتا - کہ ہم اپنے گھر بار ان کے حوالہ کر دیں - حتیٰ کہ یہ بھی کہا جاتا کہ یا تو موت قبول کرو یا اس بدزبانی کو اپنے محبوب کے حق میں سنو تو اکثر ایسے نکلتے کہ گھر بار چھوڑنا یا جان دیدینا قبول کرتے - مگر اس بدزبانی کو سننا گوارا نہ کرتے مگر افسوس ہمارے لئے ہماری اپنی بدقسمتی سے ایسے بے رحم لوگوں سے واسطہ پڑا کہ جن کے ذریعہ ہمیں اس قدر دکھ پہنچنا مقدر تھا -

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کی محبت خدائے قدوس کے بعد سب سے زیادہ ہمارے دلوں میں ہے - اور جن پر ہم اپنی جان و مال اور اولاد ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اگر آپ کو کسی کتاب میں جو ایک انسانی دماغ کی اختراع ہے توہین کے ساتھ یاد کیا گیا ہے - جیسا کہ "ستیارتھ پرکاش" کی تحریرات کے نمونوں سے پتہ لگتا ہے - تو اس سے بڑھ کر ہم پر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا - اور اس ظلم کے صدمے ہم آج سے نہیں سہ رہے بلکہ بہت عرصے سے سہ رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ کو کئی بار توجہ دلا چکے ہیں - لیکن اب چونکہ اس کی شدت اور زیادہ بڑھ گئی ہے - اس لئے ایڈیٹر صاحب الفضل کی استدعا کہ "ستیارتھ پرکاش" ضبط ہونی چاہئے بالکل درست اور انصاف پر مبنی ہے - امید ہے گورنمنٹ ضرور توجہ کرے گی - ہمارا کام اپنے دکھ اور تکلیف کو گورنمنٹ کے سامنے رکھنا ہے اور جب تک اس کا

ہنگامۂ یورپ

کارسی پر فرانسیسی قبضہ پیرس ۱۴ جولائی۔ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ کارسی کے قبضہ سے صحرائے ویلرس کا تریت بالکل دشمنوں سے خالی ہو گیا۔ یہ مقام کئی مسلسل فرانسیسی مقامی حملوں کا منزل مقصود تھا۔ اور ان حملوں میں مفید مقامات حاصل ہوتے اور غنیم کی حملہ آوری سے پہلے بہت سی اطلاعیں معلوم ہو گئیں۔ صحرائے ویلرس کا تریٹ سے جو زاویہ محصور بنایا گیا تھا۔ وہ اب بالکل محفوظ ہے۔

فرانسیسیوں کا شاندار حملہ لنڈن ۱۲ جولائی ایک فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ کارسی اور شمال سیلی رینیویل کے مابین جمعہ کی صبح کو ہماری افواج نے پانچ کیلو میٹر کے محاذ پر ایک شاندار حملہ کیا۔ تمام منازل مقصود بشمول موضع کارسی۔ آنشین فارم اور متعدد مضبوط جھاڑ دیاں کے حاصل ہو گئے بعض مقامات پر دو کیلو میٹر کے پانچ میٹر تک پیشقدمی ہوئی ہم نے قریب پانچسو کے قیدی گرفتار کئے۔

ایک جرمن حملہ کی کوشش مسترد لنڈن ۱۲ جولائی ایک اطالوی کمیونیک مظہر ہے۔ کہ ہم نے آج صبح کو پوکوے کے جوار میں ایک حملہ کی کوشش کو نقصان پہنچا کر مسترد کر دیا کل بارش کے طوفان سے ہوائی سرگرمی میں کمی ہو گئی ہمارے ۲ ہوائی پرواز نے غنیم کی لائن کے عقب میں ریلوے جنکشن پر بم باری کی۔ ہم نے تین جرمن ۲ ہوائی پرواز گرائے اور دو بے قابو کر کے گرا دیئے۔ تین برطانوی آلے غائب ہیں شب کے وقت پرواز مشکل تھی۔

میریس کے پاس غنیم کی شکست لنڈن ۱۲ جولائی ایک برطانوی کمیونیک مظہر ہے۔ کہ ہم نے میریس کے جنوب مغرب پنجشنبہ کو ایک کارروائی میں ۱۲۰ قیدی اور ۱۰ اکلدار توپیں گرفتار کی ہیں۔ بوکوے کے جنوب میں ہم نے حملہ کی ایک کوشش مسترد کر دی میریس کے شمال مشرق بینرن کے قریب اور ہیل کے جوار میں ہم نے ایک کامیاب تاخت کی اور قیدی پکڑے۔

برطانوی نقصانات لنڈن ۱۲ جولائی۔ ۲۵ اور ۲۷ جون کی فہرست نقصانات میں ۲۲ برطانوی افسر ہلاک اور ۱۵۱ افسر مجروح اور ۱۸۳ افسر قیدی اور لاپتہ دکھائے گئے ہیں۔

البانیا میں اطالوی مال غنیمت لنڈن ۱۲ جولائی ایک اطالوی کمیونیک مظہر ہے۔ کہ البانیا کے مال غنیمت میں تین توپیں آٹھ پہاڑی توپیں چار دمدموں کی توپیں اور دو خندقیں شامل ہیں۔

اطالوی جنرلوں کا تنزل لنڈن ۱۳ جولائی ایک اطالوی فوجی کمیونیک میں مرقوم ہے۔ کہ جنرل کاڈورنا اور جنرل کاپیلو کے عہدوں اور تنخواہوں میں تخفیف ہو گئی ہے۔ کیونکہ پچھلی اطالوی ہزیمت کی ذمہ واری انہی پر عائد ہوتی ہے۔ جنرل کاپیلو گذشتہ اکتوبر میں دوسرے نمبر کی اطالوی سپاہ کے کمانڈر تھے

ماسکو پر چڑھائی کر رہی ہیں پیرس ۱۲ جولائی "لاماتان" کا وقائع نگار متعینہ اسٹاکہام رقمطراز ہے۔ کہ ایم چرناف اشتراکی انقلاب پسندوں کے لیڈر اور کئی مسلح جرگوں خصوصاً کاشتکاروں کے سرغنہ ماسکو پر چڑھائی کر رہے ہیں اور قرب و جوار میں پہنچ گئے ہیں۔

اوکرین میں جرمن سپاہی لنڈن ۱۲ جولائی پیٹروگراڈ کا اخبار شوبک اطلاع دیتا ہے۔ کہ جرمن اوکرین میں فوجوں کی بھرمار کر رہے۔ اور وہاں ۳۵ ڈویژنیں

ہندوستان کی خبریں

ایک بہت بڑی چوری پنڈت سالگرام ملازم مہاراجہ بجے نگر کو بجے نگر کی پولیس نے مہاراجہ صاحب کے جواہرات قیمتی ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپیہ کی چوری میں گرفتار کر لیا ہے۔

پبلسی بورڈ کی شاخیں جنگ کے حالات سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے سارے ہندوستان کا جو مرکزی پبلسٹی بورڈ قائم ہوا ہے۔ اس کے ماتحت اس وقت تک بمبئی۔ بنگال۔ مدراس۔ ممالک متحدہ پنجاب بہار و اڑیسہ ممالک متوسط آسام و صوبہ سرحدی سندھ میں پراونشیل بورڈ قائم کئے جا چکے ہیں۔

قرضہ جنگ کی مقدار اس وقت تک دوسرے قرضۂ جنگ کی مقدار ۱۹ لکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔

کانوں سے سونے کی برآمد بمبئی کی ٹکسال کو تیرہ لاکھ سولہ ہزار ۲ سو اسی روپے کا سونا بھیجا گیا ہے۔ جو کولار کی معادن طلا سے جون کے آخری نصف حصہ میں اور بالاگھاٹ کی کانوں سے پورے ماہ جون میں نکلا ہے۔

ہسپانیہ کا پراسرار مرض جس کا کئی دفعہ الفضل میں ذکر آ چکا ہے اس کی علامات یہ ہیں۔ ایک خاص قسم کا سر درد۔ افسردگی۔ کمزوری اشتہا کا بالکل جاتے رہنا۔ اور بخار۔

امریکہ سے چاندی گورنمنٹ ہند نے امریکہ سے جو چاندی نئے روپوں کی تیاری کے لئے خریدی ہے اس کی مقدار اب ۵ اکروڑ اونس معلوم ہوئی ہے۔ جو دنیا بھر کی ایکسال کی پیداوار کے برابر ہے۔

مفت تعلیم بمبئی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر کوئی میونسپلٹی ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں مفت جاری کرنا چاہے۔ تو کر سکتی ہے۔ لیکن مفت تعلیم جبری نہیں ہو گی۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔